Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Orientalist Objections to the Problematic Verses of the Qur'an in the Context of Abrogation (Naskh) and Qur'anic Readings (Qirāʾāt)

نسخ فی القرآن اور قراءت قرانیہ کے تناظر میں مشکلات القرآن پر مستشرقین کے اعتراضات

Dr. Muhammad Mumtaz Ul Hasan
Professor, Department of Islamic Studies & Shariah, The Minhaj University Lahore, Pakistan
drmumtaz365@gmail.com
Dr.Muhammad Pervaiz
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies& Shariah, The Minhaj University Lahore
pervaizbilal365@gmail.com

Abstract

The Noble Qur'an is the final Divine Book of guidance revealed by Allah, the Almighty, to the Seal of the Prophets, Muhammad al-Mustafa ﷺ. It has been established as the eternal source of religious, moral, and spiritual guidance for all of humanity until the Day of Judgment. The eloquence, miraculous nature, and legislative wisdom of this Glorious Book have remained a subject of deep reflection and intellectual engagement for scholars and seekers of insight throughout the centuries. Within the Islamic scholarly tradition, disciplines such as Qur'anic exegesis (tafsīr), the principles of jurisprudence (uṣūl al-fiqh), Qur'anic readings (qirāʾāt), and the theory of abrogation (naskh) have been thoroughly studied, offering a principled framework for understanding, interpreting, and applying the Qur'an.However, Orientalists have taken these very academic discussions and reinterpreted them as grounds for casting doubt upon the Qur'an. Under the broad label of "problems in the Qur'an" (mushkilāt al-Qur'ān), they have raised a range of objections targeting the internal coherence, semantic harmony, and revelatory nature of the Qur'an. One of the major points of critique revolves around the concepts of naskh fī al-Qur'ān (abrogation within the Qur'an) and qirāʾāt Qurʾāniyyah (variant Qur'anic readings). Orientalists assert that Muslims later invented the principle of abrogation as a justification for the so-called contradictions in the Qur'an. According to them, this principle served to rationalize or legalize the apparent divergences in various commandments and

statements.The Orientalists did not treat the issue of abrogation merely as a topic of academic inquiry, but rather used it to challenge the very authenticity and divine nature of Islamic revelation. They argued that, much like human lawmakers who alter laws in response to changing times and emerging circumstances, Muslims too amended their divine laws over time. Thus, if abrogation is to be considered an act of God, it would, in their view, imply a deficiency in divine knowledge, since a perfect legislator should have no need for revision or correction.On the basis of this assumption, Orientalists have cleverly ascribed the concept of abrogation to the Prophet Muhammad ﷺ himself, attempting to portray the phenomenon of verse replacement or amendment as a human initiative or prophetic reconsideration rather than divine revelation. Similarly, the multiplicity of Qur'anic readings (qirāʾāt) has also been exploited by them as evidence of textual instability and variation within the Qur'an.

Keywords: *Orientalist, Objections, Problematic, Abrogation, Established, Jurisprudence, Phenomenon.*

قرآن مجید اللہ رب العزت کی وہ آخری کتابِ ہدایت ہے جو سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی، اور قیامت تک کے لیے انسانیت کی دینی، اخلاقی اور روحانی راہنمائی کا سرچشمہ قرار پائی۔ اس کتابِ مبین کا اسلوب، اعجاز، اور تشریعی حکمت صدیوں سے اہل علم و بصیرت کے لیے تفکر و تدبر کا موضوع رہی ہے۔ مسلمانوں کے علمی ورثے میں علمِ تفسیر، اصولِ فقہ، علم القراءات اور ناسخ و منسوخ جیسے مضامین کو نہایت باریک بینی اور گہرائی سے موضوعِ بحث بنایا گیا ہے، جن میں قرآن کے فہم، تنزیل اور تطبیق کو اصولی بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے۔ تاہم مستشرقین (Orientalists) نے ان ہی علمی مباحث کو قرآن پر اعتراضات کی بنیاد بنا کر پیش کیا ہے، اور خاص طور پر "مشکلات القرآن" کے عنوان سے بعض ایسے اعتراضات اٹھائے ہیں جن کا تعلق قرآن کے داخلی نظم، معنوی ہم آہنگی، اور الہامی حیثیت سے ہے۔ ان اعتراضات کا ایک اہم پہلو "نسخ فی القرآن" اور "قراءات قرآنیہ" پر تنقید سے متعلق ہے۔ مستشرقین کا دعویٰ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم میں موجود "تضادات" کو جواز بخشنے کے لیے نسخ کے اصول کو بعد میں گھڑ لیا، تاکہ مختلف احکام اور بیانات میں پائے جانے والے بظاہر فرق کو عقلی و قانونی جواز مہیا کیا جاسکے۔

اہلِ استشراق نے نسخ کے مسئلے کو محض ایک تحقیقی عنوان کے طور پر نہیں، بلکہ اسلامی شریعت اور وحی کی صداقت کو چیلنج کرنے کے لیے استعمال کیا۔ ان کے مطابق، نسخ اس بات کا غماز ہے کہ جیسے انسانی قانون ساز وقت اور حالات کے مطابق قوانین میں تبدیلی یا ترمیم کرتے ہیں، ویسے ہی مسلمانوں کے ہاں بھی احکامِ قرآنی میں وقت گزرنے کے ساتھ ترمیم ہوتی رہی۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ اگر نسخ کو اللہ تعالیٰ کا فعل قرار دیا جائے، تو اس سے گویا علمِ خداوندی میں نقص لازم آتا ہے، کیونکہ کوئی بھی کامل علم رکھنے والا قانون ساز اپنے فیصلوں پر نظر ثانی یا اصلاح کا محتاج نہیں ہوتا۔ اسی مفروضے کی بنیاد پر

مستشرقین نے نہایت چالاکی کے ساتھ نسخ کو پیغمبرِ اسلام ﷺ کی طرف منصوب کرتے ہوئے یہ تاثر دیا کہ بعض آیات کا حذف یا ترمیم دراصل بشری فیصلہ یا نبی کریم ﷺ کی جانب سے نظر ثانی تھی، نہ کہ خدائی وحی۔ اسی طرح قراءاتِ قرآنیہ کے تعدد کو بھی انہوں نے متنِ قرآن میں عدمِ استحکام اور فرق وتفاوت کے ثبوت کے طور پر پیش کیا۔

نسخ کا لغوی مفہوم

نسخ (باب فتح) مصدر بمعنی زائل کرنا۔ بدل دینا۔ بیکار کر دینا۔ ایک چیز کو دوسری جگہ قائم کرنا۔ صورت بدل دینا۔ لکھنا۔ الا ستنساخ (باب اسفعال) کے معنی کسی چیز کے لکھنے کو طلب کرنے یا لکھنے کے لیے تیار ہونے کے ہیں۔ ([i])

مشہور مفسر علامہ سید محمود آلوسی نسخ کی تعریف یوں لکھتے ہیں۔

النسخ فی اللغة ازالة الصورة أو مافی حکمها عن الشیی واثبات مثل ذلک فی غیره -([ii])

"یعنی لغت میں نسخ سے مراد کسی صورت یا جو حکم صورت میں ہو، شئی سے زائل کر کے اس کی مثل کو ثابت کرنا۔"

نسخ کا اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے علامہ محمد بن عبد العظیم الزرقانی نے کہا

رفع الحکم الشرعی بدلیل الشرعی -([iii])

"یعنی کسی حکم شرعی کو دلیل شرعی کے ساتھ اٹھالینا۔"

میر سید شریف جرجانی نسخ کی تقریف میں لکھتے ہیں

"نسخ لغت میں تبدیل، رفع اور ازالہ سے عبارت ہے۔ اور شریعت میں کسی حکم شرعی کی صاحب شرع کے حق میں انتہاء کو بیان کرنا نسخ کہلاتا ہے۔" ([iv])

امام سیوطی نسخ کی تعریف یوں بیان کی ہے

انما النسخ ازالة الحکم حتی لا یجوز امتثاله([v])

"یعنی نسخ سے مراد حکم کو زائل کر دینا حتی کہ اسکا بجالانا جائز نہ رہے۔"

مستشرقین نسخ کے موضوع سے بھی واقف نہیں کیونکہ وہ نسخ کو "بدا" کے مماثل قرار دیتے ہیں، ذیل میں مستشرقین کے نزدیک نسخ کے مختلف معنی اور مفہوم کو بیان کرتے ہیں۔

نسخ کو انگلش میں Abrogation کہتے ہیں جبکہ مسلم علماء کے نزدیک نسخ Replacement کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

The view points of both parties are basically different the contrast between them is perhap as taking as the word abrogation and chronic text of the corresponding Arabic word Naksh. ([vi])

”دونوں طبقات / فریقوں کے نقطہ ہائے نظر بنیادی طور پر مختلف ہیں ان کے درمیان اختلاف شاید اسی کتاب کے عربی لفظ نسخ کے لئے فسخ کا لفظ اور دائمی متن کے طور پر ہے“۔

مستشرقین نسخ کے دیگر معنوں میں withdraw اور omission کا لفظ بھی بیان کرتے ہیں Encyclopaedia of Islam میں نسخ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔

> The principal component of the general concept of nakash is change replacement to this was joined the nation of withdrawal omission. (vii)

” ناسخ کا تصور عمومی کا بنیادی جزوی تبدیلی ہے اس کے بدل میں متبادل چھوڑنے کے تصور میں شامل ہو گیا“۔

اسی انسائیکلوپیڈیا میں نسخ کے لیے Alteration کا لفظ بھی آیا ہے Encyclopaedia of Quran میں اصطلاح نسخ کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

> The cancellation of legal in actment and and inand inadequate translation of the Arabic term nakash which include(viii)

قانونی غیر فعالی کی منسوخی اور عربی اصطلاح ناسخ کا ناکافی ترجمہ جس میں شامل ہیں۔

J.Burton نے قرآن کی دو مختلف حیثیتوں کا تعین کرتے ہوئے نسخ کی دو جہتوں کو بیان کیا ہے Burton نے قرآن مجید کی ایک حیثیت ایک دستاویز کی اور دوسری مصادر شریعت بیان کی ہے۔

مستشرقین کے مطابق نسخ فی القرآن کے تصور کا ارتقاء پہلی صدی ہجری کے بعد ہوا ہے اس کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ فقہ اور قرآن میں قائم ہونے والے اختلافات کو کوئی مضبوط بنیاد فراہم کی جاسکے۔ Burton نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> Abrogation is a prominent concept in the field of the Quranic commentary and Islamic law, which allowed the harmonization of appparant contradictions in legal rulings. ix

”تنسیخ، قرآنی تفسیر اور قانون اسلامی کے میدان میں ممتاز تصور ہے، جس نے قانونی احکام میں ظاہری تضادات کو ہم آہنگ کرنے کی اجازت دی“۔

D.S. Powers کے مطابق تصور نسخ کا آغاز پہلی صدی ہجری سے ہوا تاکہ قرآن اور احکام شرعیہ کو ہم آہنگ کیا جاسکے۔

> "During the course of 1st century AH Naskh could have emerged as an important

hermeneutical device desgined, first and formost to reconcile discrepencies that had arisen between the Quran and the Fiqh." [x]

"پہلی صدی ہجری کے دوران، نسخ اُن تضادات کو دور کرنے کے لئے جو قرآن اور فقہ کے درمیان پیدا ہو چکے تھے، سب سے مقدم وضع کردہ علم تفسیر کے ایک آلہ کے طور پر ابھر سکتا تھا"۔

نسخ پر مستشرقین کے اعتراضات

D. S. Powers کے مطابق اس ایک صدی پر مشتمل عرصہ میں چالیس تاریخ ومنسوخ آیات کا تعین کیا گیا اور ان کو دوران شیخ کو مزید وسعت دی گئی۔ ترتیب زمانی کے دائرہ میں داخل کیا گیا۔ جس کے مطابق پہلے والی آیت بعد والی آیت سے مسموع قرار پائی اور پھر انہیں قرآن میں اس طرح رکھا گیا کہ منسوخ قرار پائی اور پھر انہیں قرآن میں اس طرح رکھا گیا کہ منسوخ پہلے اور ناسخ بعد میں آئے صرف دو مثالیں اس پر پوری نہ آسکیں۔ پھر دوسری اور تیسری صدی کے دوران نسخ کو مزید وسعت دی گئیJ.Burton نے اقسام نسخ پر بہت تحقیق کی ہے اس حوالہ سے اس کی رائے یہ ہے کہ مسلمان نسخ کے بیان میں کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ حالانکہ نسخ الحکم والتلاوتہ کی اصطلاح کی بجائے Omnision کی اصطلاح زیادہ موزوں ہے Burton نے اقسام نسخ پر مفصل بحث کے بعد یہ اخذ کیا ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت میں 102" من آیتہ" سے مراد حکم ہے جو کہ احکام تورات یا شرائع سابقہ سے متعلق ہو سکتا ہے کیونکہ اس آیت کا سیاق وسباق اسی معنی کو اختیار کرنے میں معاون ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ اس کے بعد احکامات کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے بھی یہی معنی اختیار کرنا مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ [xi]

نسخ کو نبی کریم کی طرف سے ذاتی تبدیلی قرار دینا:

مستشرقین نسخ کو نبی کریم کی ذاتی تبدیلی قرار دیتے ہیں کہ آپ کئی آیات کو خود ہی منسوخ Declare کر دیتے تھے۔ انسائیکلوپیڈیا برطانیکا میں NOLDEKE بیان کرتا ہے۔

"Another difficulty presented by Quran is the fact that Mohammad sometimes revoked whole verses and declared them to be abrogated." [xii]

"قرآن کی طرف سے پیش کردہ ایک اور مشکل یہ ہے کہ حقیقتاً محمد ﷺ نے بعض اوقات پوری آیات کو منسوخ کر دیا اور منسوخ قرار دے دیا"۔

NOLDEKEنے ناسخ ومنسوخ کا تذکرہ اس انداز سے کیا ہے کہ آپ نے آیات کے تناقض کی بناء پر نسخوں میں اختلاف سامنے آنے پر یہ چاہا کہ مختلف متصادم نسخوں کی بجائے صرف ایک ہی مستند اور متفقہ نسخہ سامنے لایا جائے۔

اس خواہش کی تکمیل کے لئے آپ نے خود کو زیادہ مشکلات میں نہ ڈالا اور کبھی آیات کی ایک پوری فصل ہی کو ختم کر دیا اور متبعین کو اسے بھلانے اور مٹانے کا حکم دے دیا اور اس حصہ کو منسوخ قرار دیا۔

NOLDEKE نے منسوخ التلاوۃ کے ساتھ ساتھ منسوخ احکام کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ اس طرح منسوخ حصوں کو قرآن سے نکالنے پر کسی نے بھی تشویش کا اظہار نہیں کیا نہ ہی اس پہلو کو مد نظر رکھا گیا کہ آئندہ لوگ اس سے مشکل میں پڑ جائیں گے کیونکہ تاریخ اور منسوخ دونوں کی موجودگی ناقابل فہم ہے۔

NOLDEKE لکھتا ہے کہ

> "That later generations might not so easily distinguish the abrogated from the abrogating, did not occure to Muhammad whose vision naturally enough seldom Richerd Bell extended to the future of his religions community." [xiii]
>
> "یہ کہ بعد میں آنے والی نسلیں (آیات) منسوخ شدہ کو منسوخ کرنے والی (آیات) سے اتنی آسانی سے ممتاز نہ کر پائیں، جس سے محمد ﷺ کو کوئی ایسی مشکل نہیں ہوئی کہ جس کا تخیل و تصور فطری طور پر شاذ و نادر ہی ہوتا لیکن رچرڈ بیل نے یہ تبدیلیاں اپنی مذہبی برادری کے مستقبل تک پھیلائی"۔

نولڈیکے اس سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ناسخ شدہ آیات بعد میں آنے والوں کے لیے مشکل کا بحث بن گئی ہیں کیونکہ وہ اس سے واقف نہ تھے اور وہ سمجھنے سے قاصر تھے لیکن محمد ﷺ نے اس وقت ان آیات سے اپنا مقصد حاصل کر لیا اور پھر ان کو زائل کر دیا تاکہ یہ باتیں اگلی بعد میں آنے والی نسلیوں تک نہ پہنچ سکیں۔

Richerd Bell نے بھی نسخ کو اسلام کے لیے مشکل قرار دیا ہے اور لکھتا ہے کہ محمد ﷺ کو جو اچھا لگتا تھا اس کو فوراً ذکر کر دیتے تھے اور جب مقصد حاصل ہو جاتا تھا تو یہ کہہ کر اس کو ختم کر دیتے کہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوخ کر دیا گیا ہے۔

> "He seems to adopt what suits his own purposes at the moment and to pass by what doesnot suit them; when he has attained some immediate object he dops what he had previously adopted." [xiv]
>
> "ایسا لگتا ہے کہ وہ اس وقت وہی اختیار کرتا ہے جو اس کے اپنے مقاصد کیلئے موزوں ہے اور اس سے گزر جاتا ہے جو ان کے لیے مناسب نہیں ہے جب وہ کوئی فوری مقصد حا صل کر لیتا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے جو اس نے پہلے اختیار کیا تھا"۔

مستشرقین کے اس اعتراض کو اس بنیاد پر رد کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے نسخ کو باتصریح اپنا فعل قرار دیا ہے۔ انہی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اللہ رب العزت کے نازل کردہ فرمان کو منسوخ کر کے اپنی مرضی سے اس میں ترمیم کر دے۔ یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمودات سے قرآن کی تشریح و توضیح ہوتی ہے تنسیخ واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ نسخ کے اصول وضوابط میں یہ بھی طے ہے کہ جس مصدر سے نزول واقع ہوا ہے اس مصدر سے نسخ بھی ثابت ہو گا۔

نسخ کے ذریعہ اچھے کو برا اور برے کو اچھا قرار دینا

مستشرقین کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نسخ کے ذریعے یہ برائی کو اچھائی میں اور اچھائی کو برائی میں تبدیل کر دیتے ہیں جو ان کو اچھا لگا اس کو لاگو کر دیا اور جو ان کو پسند نہیں تھا اس کو منسوخ کر دیا۔

> "A second objection arose from the view that what is good is commanded and what is evil is forbidden. In prohibiting what had been permitted or permitting what had been forbidden "Naskh" would be to declare good evil and evil good. Naskh cannot, therefore be posited as divine activity. [xv]
>
> ”دوسرا اعتراض اس نظر سے اٹھا کہ جو نیکی ہے اس کا حکم دیا گیا ہے اور جو برائی ہے اس سے منع کا گیا ہے جس چیز کی اجازت دینے میں ناسخ کو اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی قرار دینا ہو گا اس لے ناسخ کو الوہی سرگرمی کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا“۔

اسی مناسبت سے وہ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اچھے کو برا اور برے کو اچھا قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ کس چیز کی تحقیقات کرتے وقت اگر مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہو رہے ہوں تو اس کو بدل کر مطلوبہ نتائج حاصل کیے جا سکے۔

عارضی احکامات

مستشرقین نسخ کو ان معنوں میں واضح کرتے ہیں کہ نسخ میں عارضی طور پر دیے جانے والے احکامات کو تو باقاعدہ کیا جاتا ہے یا ختم کر دیا جاتا ہے اس بناء پر یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن میں بیان کردہ بنیادی عقائد کے علاوہ تمام کلمات عارضی ہیں۔

> "Naskh involves only commands which on first institution could have been declared temporary and are such as are indiffirently capable of being regulated or of being irregulated. Excluded therefore, are the central tenets of the faith, but also all regulations of the kuran expressly stated to be temporary." [xvi]
>
> ”نسخ میں صرف وہ احکام شامل ہوتے ہیں جنہیں پہلے ادارے میں عارضی قرار دیا جا سکتا تھا اور وہ ایسے ہیں جیسے کہ لاتعلق طریقے سے ترتیب دیئے گئے ہیں یا بے قاعدہ ہونے

کے قابل ہوں۔ لہذا، عقیدے کے مرکزی اصولوں کو خارج کر دیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن کے تمام ضابطے بھی واضح طور پر عارضی بنائے گئے ہیں"۔

اس نقطہ نظر کے جواز میں سورۂ نساء کی آیت ۱۵ کے نسخ کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔

"In the wording of 4.15 or God appoint a way, God had marked the penalty for married women as temporary. It is an example of "NASA" the postponment of a revelation until a later time with the revelation of an interim regulation in the meantime." xvii

" سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۵ میں شادی شدہ عورت کی سزا پر اس آیت میں خود ایسے الفاظ موجود ہیں جو اس کے عارضی ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور گواہوں کی شرط کا ذکر نہیں ہے۔ یہ ناسخ کی ایک مثال ہے کہ اس دوران ان کو گھروں میں بند کر دیں جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی دوسرا راستہ نہ نکال دیں۔ یعنی وحی الٰہی کا انتظار کریں"۔

اس میں مستشرقین کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ کہ قرآن مجید کی سورۃ النساء میں شادی شدہ عورت اگر زنا کرے تو اس کی سزا کے بارے میں اختلاف ہے بعض جگہ اس کے لیے گواہوں کو لازمی قرار دیا گیا ہے اور بعض جگہ گوہوں کی شرط کو لازمی قرار نہیں دیا گیا اور کہا گیا کہ ان کو گھرون میں بند کر دیں تا کہ ان کی بدنامی نہ ہو اور یہ اصلاح کر لیں اور دوسرے مقام پر سو کوڑے مارنے کا ذکر کیا گیا۔

جان برٹن نسخ فی القرآن کے بارے میں لکھتا ہے

"The disrepency between the two sets of verses indicates that different situation call for different regulations. This is an instance of naskh in the Quran. Chronology is the key to the resolution of the difference since a divine book cannot contain contradiction "xviii

"آیات کے دو مجموعوں کے درمیان تضاد اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مختلف صورت حال مختلف ضوابط کا مطالبہ کرتی ہے۔ یہ قرآن میں نسخ کی ایک مثال ہے۔ تاریخ فرق کو حل کرنے کی کلید ہے کیونکہ ایک آسمانی کتاب میں تضاد شامل نہیں ہو سکتا"۔

احکامات میں تعارض:

قرآن میں نسخ کا ایک پہلو یہ ہے کہ مختلف احکام کی مناسبت سے مختلف احکام دیئے گئے ہیں جو کہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ حالانکہ اسلامی کتاب میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ G.Sale کے مطابق الہامی کتاب میں تضاد سے انکار کیا جاتا ہے اور اسے نسخ کا نام دے دیا جاتا ہے

> "There being some passages in the Koran which are contradictory, the Mohammadan doctors obviate any objection from thence, by the doctrine of abrogation."[xix]
>
> قرآن مجید میں کچھ اقتباسات ایسے ہیں جو متضاد ہیں اس لیے مسلم علماء ان کو نظریہ منسوخی سے کسی بھی اعتراض کو رد کرتے ہیں مستشرقین کا خیال ہے کہ نسخ کو ایک Remedy کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تاکہ جہاں کہیں عدم توازن ہو وہاں نسخ سے کام چلایا جا سکے۔

تحویل قبلہ کے حوالے سے مستشرقین نے یہ اعتراض کیا کہ پہلے صرف بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا جائز تھی اور یہ پالیسی اس وجہ سے اختیار کی گئی کہ محمد ﷺ کو نہ ماننے والے بھی ان کو مان لیں گے لیکن متعلق حکم پر اعتراض کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ:

> "The statement as to the freedom given concerning the direction towards which prayer may be offered is inconsistant with the "turn thy face to the mosque" 139/4 Here again is a case of abrogation made in order to avoid inconsistency, and no such freedom of direction is now allowable." [xx]
>
> "اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر ہی اللہ کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے۔ بیشک اللہ وسعت والا علم والا ہے [۴:۱۳۹] کے بیان کے ساتھ عدم مطابقت رکھتا ہے۔ یہ دوبارہ عدم مطابقت کے دور کرنے کے لیئے منسوخی والا معاملہ ہے اور اب کسی بھی طرح کی طرح کی سمت کی آزادی کا بل اجات نہیں ہے"۔

تحویل قبلہ سے متعلق G.L. Berry نے لکھا ہے کہ ابتدا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امید پر کہ یہودی مسلمان ہو جائیں گے ان کے ساتھ سازگاری کی پالیسی اپنائی لیکن جب دیکھا کہ وہ تو قریب نہیں آرہے ہے تو آپ نے فوراً اپنی پالیسی بدل لی اور لوگوں سے کہہ دیا کہ قبلہ بیت المقدس کے بجائے کعبہ ہو گا۔

Encyclopedia of Islam میں تعارض کے حوالہ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ آیات کا آیات سے اور آیات کا احادیث سے موازنہ نہ کریں تو ان میں شدید نوعیت کی کشمکش سامنے آتی ہے۔

"Since a comparison of verse with verse, Hadith with hadith, hadith with verse and both Quran and hadith the Fikh suggested serious frequent conflict." [xxi]

آیت کا آیت کے ساتھ حدیث کا حدیث کے ساتھ حدیث کا آیت کے ساتھ اور قرآن و حدیث دونوں کے موازنہ کرنے کے (دور) سے فقہ شدید تنازعات کا مشورہ دیا ہے۔

قرآن اور مصحف میں فرق کرنا

نسخ فی القرآن کے حوالہ سے مستشرقین نے مشترکہ لائحہ عمل اپنا رکھا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ نسخ کی وجہ سے وحی کے کئی حصے محفوظ نہیں رہ سکتے اور اس وجہ سے مصحف نامکمل ہے۔ اس نتیجہ کو اخذ کرنے میں وہ مختلف طرح کے دلائل پیش کرتے ہیں یہ دلائل کئی اہداف کو حاصل کرنے کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک صحت قرآن پر شکوک ظاہر کرنا۔

اس ہدف کے حصول کے لئے وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ قرآن اور مصحف میں فرق ہے اور اس فرق کے لحاظ سے قرآن تو وہ وحی ہے جو نازل ہوتی رہی جبکہ مصحف اس وحی کا نامکمل ریکارڈ ہے۔ جان برٹن کے مطابق مصحف متواتر روایات اور اجماع سے مرتب شدہ ہے اس کا کہنا ہے ہے اس حوالہ سے اصولین اور مفسرین دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ مصحف نامکمل ہے

Both classes of scholars subscribed in common to the view that present text of the Quran, that is, the Mushaf, The Muslim exegetes concluded, on the basis of their must be incomplete reading of Q. 87-6-7 that they must distinguish between the quran and the Mushaf Relative to the first the second is incomplete.[xxii]

"دونوں طبقات کے علماء نے اس نظریے پر اشتراک کیا ہے کہ قرآن کا موجودہ متن جو کہ مصحف ہے مسلم مفسرین نے اس بنیاد پر طے کیا کہ یہ کچھ نامکمل مسودہ ہے(٦:٨٧ـ٧) اور ان کا قرآن اور مصحف کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے 'دوسرا پہلے کی نسبت نامکمل ہے"۔

مستشرقین نسخ کی بناء پر قرآن اور مصحف میں فرق کرتے ہوئے اعتراضات کا ایک لمبا سلسلہ شروع کرتے ہیں اور ایک کے بعد دوسرے اعتراض کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

> The distinction between Quran and Mushaf lead first to the third mode of naskh, naskh altilawa dunul hukm, and then is to the Quran collection hadiths. [xxiii]
>
> ”قرآن اور مصحف کے درمیان فرق سب سے پہلے نسخ کی تیسری طرز نسخ التلاوہ دون الحکم اور پھر قرآنی جمع کردہ احادیث کی طرف جاتا ہے“۔

اقسام نسخ پر علماء کے اختلاف کو جاننے کے باوجود مستشرقین، نسخ، الحکم والتلاوۃ کی بنیاد پر قرآن اور مصحف میں اختلاف پیش کرتے ہیں اس قسم میں بیان کردہ روایات پر تحقیق کرنے کی بجائے وہ اس سے نتیجہ اخذ کرلیتے ہیں کہ مصحف قرآن کے مقابل نامکمل ہے کیونکہ اس میں وحی قرآنی کے طور پر نازل شدہ منسوخ الحکم التلاوتہ دو قسم کا حصہ موجود نہیں ہے۔ اس بناء پر قرآن اور مصحف کے متن میں عدم مطابقت کو بیان کرتے ہیں۔

> The Mushaf did not coincide with the quran. Quran and mushaf are two distinct and separate entitise." [xxiv]
>
> ”مصحف قرآن کے ساتھ موافق نہیں تھا۔ قرآن اور مصحف دو علیحدہ وجود نہیں“۔

اس سلسلہ میں Francis Buhl نے یہ نقط نظر پیش کیا ہے کہ وحی قرآنی کی تحریری صورت کے لئے القرآن کا استعمال عہد عثمانی کے بعد شروع ہوا۔ آپ کی حیات مبارکہ میں جب تک کہ وحی کا سلسلہ جاری رہا اسے قرآن کہا ہی نہیں گیا۔

> At last until active revelation ceased with there could have been no use of Muhammad's death Quran to refer to the complete body of collected revelations in written form. [xxv]
>
> ”آخر کار جب تک فعال وحی بند نہیں ہوئی وہاں محمد (ﷺ) کی وفات پر تحریری شکل میں جمع کردہ الہامات کے مکمل وجود کا حوالہ دینے کیلیئے قرآن کا استعمال نہیں ہوتا تھا“۔

اس حوالہ سے ' Burton نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ قرآن کے مکمل طور پر جمع نہ ہوسکنے کا ایک سبب اخبار احاد کو قبول نہ کرنا کیونکہ خبر واحد کئی ایسی روایات ملتی ہیں جو متن قرآنی سے متعلق جو مصحف کے جمع ہو جانے کی وجہ اجماع اور تواتر ہے وہ لکھتا ہے:

> "The text of that document (Quran) was not determined on the basis of stray reports the text of the mushaf was determined by ijma." [xxvi]

"اس دستاویز یعنی قرآن کا متن گمراہ روایات کی بنیاد پر تعین نہیں کیا گیا تھا مصحف کے متن کا تعین اجماع پر کیا گیا تھا"۔

قرآن اقراء سے ہے جس کا مادہ ق ر ی ہے عربی لغت میں بکثرت پڑھی جانے والی چیز کو قرآن کہتے ہیں جبکہ القرآن وحی کے ذریعے نازل شدہ آخری الہامی کتاب ہے جو آپ پر نازل ہوئی۔ William Graham ، نے اپنے مضمون The Quran میں قرآن، کتاب اور مصحف کے فرق بہت جامع اور مدلل انداز سے واضح کیا ہے۔ قرآن الفاظ وحی کی تلاوت کا نام ہے جبکہ مصحف ان الفاظ پر مشتمل کتاب کو کہا جاتا ہے۔ قرآن کے لئے کتاب کی بجائے مصحف کی اصطلاح کے استعمال کی وجہ William Graham نے یہ بیان کی ہے وہ لکھتا ہے:

A book used in liturgy and detions would not have been the silently read document that we today understnad a "book" to be, rather it would have been a sacred, divine word that was meant to be receited or read viva voice and listened to with reverence"[xxvii]

"عبادات اور تعزیرات میں استعمال ہونے والی کتاب خاموشی سے پڑھی جانے والی دستاویز (کی طرح) نہیں ہوتی کہ جسے آج ہم ایک کتاب سمجھتے ہیں بلکہ یہ ایک مقدس اور الہامی کلام ہوتا ہے جسے پڑھنا یا زندہ آواز سے پڑھنا اور تعظیم سے سننا ہوتا ہے"۔

الغرض قرآن مجید کے مختلف اسماء قرآن ہی میں مذکور ہیں ان میں مصحف، کتاب اور قرآن بھی شامل ہیں لیکن ان میں کسی لحاظ کوئی فرق بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ قرآن اس مکمل جمع شدہ وحی کو کہا جاتا ہے جسے کہ وقتاً فوقتاً آپ پر نازل کیا جاتا رہا۔ قرآن و سنت میں اس کے لئے کوئی الگ اصطلاح بیان نہیں کی گئی نہ ہی اس دعوی پر مستشرقین کی جانب سے کوئی ٹھوس دلیل پیش کی گئی ہے بلکہ یہ ان کا مفروضہ ہی ہے جیسا کہ J.Burton نے اعتراف کیا ہے اور لکھتا ہے:

"Since we "know" but only accepting at face value Muslim assertions to this effect, that the Quran was not first collected until after the Prophet's death, we on that account supposed that the likelihood is that it will be incomplete." [xxviii]

"چونکہ ہم جانتے ہیں لیکن اس سلسلے میں عرفی قدر پر مسلم دعوؤں کو تسلیم کر رہے ہیں کہ قرآن نبی کریم (ﷺ) کی وفات تک پہلے سے جمع نہیں کیا گیا تھا۔اس حساب میں ہم نے یہ سمجھا کہ اسی لیے یہ نامکمل ہو گا"۔

خلاصہ بحث

مستشرقین بھی مشرکین مکہ کی طرح ہمیشہ قرآن حکیم پر کرتے ہیں کہ قرآن حکیم میں ایسی آیات موجود ہیں جو باہم ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ اوران آیات کا جواب دینے کی بجائے مسلمان یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں کہ یہ باہم متضاد نہیں بلکہ ان کا آپس میں تعلق ناسخ منسوخ کا ہے۔ اور اس طرح قرآن مجید پر ہونے والے بڑے اعتراض سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ یہ طریقہ خود حضور اکرم ﷺ نے وضع کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں آیات کو منسوخ کرنے یا ایک کو دوسری سے بدلنے کا ذکر ہے۔ اس کو جواز بنا کر طرح طرح کے مستشرقین کی طرف سے اعتراض کیے گئے کبھی کو نسخ کو حضور اکرم ﷺ کی ذاتی تبدیلی قرار دیتے ہیں اور کبھی وہ نسخ کو اسلام کے لیے مشکل قرار دیتے ہیں کبھی وہ کہتے ہیں کہ مسلمان نسخ کے ذریعے اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی کے ساتھ بدلتے ہیں اور کبھی احکامات میں تعضاد قرار دیتے ہیں۔

قراءت قرآنیہ پر مستشرقین کے اعتراضات

قراءۃ مفرد ہے قراءات کی، اور قراءت القرآن معنی مطلق میں نہیں ہے اس سے کوئی بھی قراءۃ مراد لی جاسکتی ہے یعنی اس سے کسی عام کتاب کی قراءت بھی ممکن ہے کیونکہ کلمہ عام ہے لیکن جب اس کی نسبت واضافت قرآن کی طرف کی جاتی ہے تو اسے قراءت القرآن کہا جاتا ہے تو اس وقت مطلق وعام معنی ختم ہو جائے گا اور مراد صرف قرآن پاک کی ہی قراءت ہو گی، جس سے مراد قراءت من عبداللہ ہے نہ کہ کسی اور انسان کی طرف سے۔

قراءت قرآنیہ کی مختلف تعریفات کی گئی ہے۔

علامہ زرکشی اپنی کتاب البرھان فی علوم القرآن میں قراءت کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

> اختلاف الفاظ الوحی فی الحروف وکیفیتہ من تخفیف وتشدید وغیرھا
>
> "یعنی اس علم کو قراءت کا نام دیا گیا ہے کہ جس میں وحی قرآنی کے الفاظ کا اختلاف اور کیفیات کو جانا جاتا ہے مثلاً تخفیف کے ساتھ کلمہ کا وارد ہونا یا تشدید کے ساتھ۔"
>
> زرکشی، بدرالدین(۲۰۰۸ء)، البرھان فی علوم القرآن، دارالتراث، ج:۱، ص:۳۱۸

علامہ ابن الجزری قراءت کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

> القراءات علم بکیفیۃ أداء کلمات القرآن واختلافھا بعز والناقلۃ[xxix]

”یعنی قراءات اس علم کا نام ہے کہ جس میں کلماتِ قرآنیہ کے اَدا کی کیفیت اور اس کا اختلاف (جو کہ تغایر اور تنوع کے قبیل سے ہوتا ہے نہ کہ تضاد اور تناقض سے) معلوم کیا جاتا ہے جو کہ متصل بالنا قل ہوتا ہے۔“

علامہ دمیاطی رحمہ اللہ اپنی کتاب اتحاف فضلاء البشر میں قراءت کے بارے میں لکھتے ہیں

علم یعلم منہ اتفاق الناقلین لکتاب اللہ تعالیٰ واختلافہم فی الحذف والتحریک والتسکین والفصل والوصل وغیرہ ذلک من ہیئۃ النطق والابدال وغیرہ من حیث السماع[xxx]

”علم قراءات وہ علم ہے جس میں کتاب اللہ کے ناقلین کا اتفاق و اختلاف جانا جاتا ہے جو کہ حذف، تحریک، اسکان، فصل، وصل کے قبیل سے ہو اور نطق کی کیفیت وابدال وغیرہ بھی جو کہ سماع پر موقوف ہیں“۔

ان تمام تعریفات سے پتہ چلا کہ قراءت قرآنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی ہوئی وحی ہے جو نبی اکرم ﷺ پر غار حرا میں اترنے والے کلمات طیبات ہیں جنکی ابتداء ہی لفظ "اقراء" سے ہوتی ہے قرآن مجید کے کلمات طیبات کا نزول اس کی قراءت کا باعث بنتا چلا گیا اور جن جن آیات طیبات کا نزول ہوتا، آپ کا تبین وحی کو وہ حصہ قراءات سنا دیتے اس کی جگہ و مقام کا تعین کر دیتے اور اس کے حفظ و قراءات کو صحابہ کرام اپنے دل میں سمو لیتے تھے۔ قراءات کا قرآن سے بڑا مضبوط تعلق ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ

فاء پیش کے ساتھ اور س کسرہ کے ساتھ یہ قراءۃ حفص بن عاصم کی ہے یہ جمع ہے نفس کی لہذا آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہو گا کہ یہ رسول جو تمہاری طرف آئے ہیں یہ تمہارے ہاں کوئی باہر سے آئے ہوئے اجنبی نہیں ہے بلکہ تم انہیں ایسے جانتے ہو جیسے اپنے آپ کو کیونکہ وہ تم میں پیدا ہوئے تم میں پرورش پائی اور ان کی زبان اور معاشرہ بھی تمہارا ہے۔

اور اسی کو قراءۃ عاصم میں ” اَنفَسِكُمْ“ فاء زبر اور س کسرۃ کے ساتھ جس سے معنی ہو گا کہ وہ رسول آیا جو تم کو پاک صاف کرتا ہے۔

اختلاف تمام قرآنی کلمات میں نہیں پایا جاتا جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ بعض کلمات کے حروف میں وارد ہوا ہے جیسا کہ ہم اس آیت مبارکہ میں صرف ایک ہی کلمۃ ”انفسکم“ کے حروف کی حرکات میں دیکھ رہے ہیں اور زیادہ تر آیات متعدد قراءت سے خالی ہیں ایک اور مثال اس حوالے سے ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے ” مالک يَوْمِ الدِّيْنِ “اس آیت مبارکہ میں لفظ ”مالک “پر دو قراءات ہیں ”مالک“ ، ومٰلِكِ پہلی قراءت حفص ہے اور دوسری قراءت نافع ہے مالک اسم فاعل ہے اور معنی مراد ہو گا کہ وہ ذات قیامت کے دن کے تمام امور کی مالک و قاضی

ہے اور مٰلِكِ کا معنی و مراد ہو گا کہ وہ ذات تمام امر و نہی ظاہر و باطن اور تمام امور اس کے ہاتھ میں ہیں۔اور یہ دنوں معنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے لائق میں ہیں۔

ان دو مثالوں سے درج ذیل حقائق عیاں ہوتے ہیں۔

تمام قرآنی قراءات اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے

قراءت تمام کلمات میں وارد نہیں ہوتی بلکہ بعض کلمات میں آئی ہیں اور بعض علماء کرام نے ان کلمات کو علیحدہ سے بھی ذکر کیا ہوا ہے

اگر کسی کلمہ کی ایک سے زیادہ قراءت ہیں تو وہ اپنے معنی کے اعتبار تمام کی تمام مقبول ہوتی ہیں بلکہ معنی میں بہت خوب صورت اضافہ کرتی ہیں

قراءت قرآنی اآیات میں کوئی خلل پیدا نہیں کرتیں۔

ان تمام حقائق کے باوجود ہم مستشرقین کو دیکھتے ہیں کہ وہ قراءت کو بہانہ بنا کر قرآن مجید پر طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قراءت قرآن مجید میں وہ تحریف ہے جو کہ عصر نبوی ﷺ کے بعد لاحق ہوئی۔ گویا کہ جس طرح مسلمان کتب مقدسہ (التورۃ والانجیل) میں تحریف و تبدیل کے حقائق بیان کرتے ہیں اسی طرح رد عمل میں مستشرقین قرآن پر و تبدیلی کا دعوی کرتے ہیں۔

قراءت قرانیہ پر مستشرقین کے اعتراضات

اب ہم ان مستشرقین کے مجموعی اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے ان کا حل پیش کرتے ہیں

مستشرقین قراءت کو اللہ کی وحی ہونے کا انکار کرتے ہیں اور انہیں مسلمانوں کا تخیل و وہم قرار دیتے ہیں اور اس کی وجہ بتاتے ہیں کی چونکہ عصر نبی ﷺ میں خط عربی بغیر نقطوں اور حرکات کے ساتھ تھا اور بعد میں اس پر نقطے اور اعراب لگا دیئے گے جس کی وجہ سے تغیر آیا جیسے یقولون کی جگہ تقولون ہو گیا۔

اسی طرح گولڈ زہیر بعض مثالیں دیتا ہے کہ ایک آیت ''وَهُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًا'' کلمۃ بشر اًشاہد ہے جس کو عاصم نے بُشرا کسائی وحمزۃ نے نشراً (نون کے ساتھ) اور باقیوں نے نُشُراً پڑھا ہے اور یہ سب خط عربی نقطے اور حرکات نہ ہونے کی وجہ سے ہوا جیسا کہ گولڈ زہیر اپنی کتاب میں لکھتا ہے

> ''کہ تعدد قراءت کا سب سے بڑا سبب خط عربی بنا کہ ایک ہی کلمۃ مختلف صورتوں میں پڑھا جاسکتا تھا اگر اس کے اوپر نیچے نقطے نہ ہوں اور اسی طرح عربی زبان کی خاصیت ہے کہ اگر اس پر حرکات نحویہ نہ رکھی جائیں تو اعراب کی مختلف صورتیں مراد لی جاسکتی ہیں جس سے عبارت میں کلمۃ کا

موقع و محل تبدیل ہو جاتا ہے اور یہی وہ سب سے پہلے اسباب ہیں جن کی وجہ سے قراءت وجود میں آئی"

گولڈ زہیر () المذاہب الاسلامیہ، ص:۴

سبعہ احرف کے حوالے سے مستشرقین کا اعتراض ہے کہ مسلمان آج تک یہ بات ہی طے نہیں کر سکے کہ سبعہ احرف سے کیا مراد ہے۔ کسی نے سات قرأتیں مراد لی ہیں تو کسی نے اس سے مراد قبائل کے مختلف لہجے لیے۔ اسی طرح سبعہ سے مراد سات کا معین عدد ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ بہت سارے حروف۔ اس سلسلے میں مستشرقین کے بقول مسلمان ابھی تک فیصلہ نہیں کر پائے۔ ذیل میں مستشرقین کی طرف سے قراءت قرآنیہ پر کیے گے اعتراضات کا جائزہ لیا جائے گا۔

قرآن مجید کے مختلف ایڈیشن ہونے کا اعتراض

جارج سیل کے قراءت قرآنیہ پر اعتراض قرآن مجید کے مختلف ایڈیشن ہے جو اختلاف قرأت کا سبب بنتے ہیں اس حوالے سے جارج سیل (George Sale) لکھتا ہے:

> Having mentioned the different editions of the Koran, it may not be amiss here to acquaint the reader that there are seven principal editions, if I may so call them, or ancient copies of the book; two of which were published and used at Medina, a third at macca, a fourth at Cufa, a fifth at Basra, a sixth at Syria and seventh called the common or vulgar edition. [xxxi]
>
> "قرآن کے ایڈیشنوں کا ذکر کرنے کے بعد قارئین کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا بے محل نہ ہو گا کہ قرآن کے سات بنیادی ایڈیشن ہیں، اگر ان کو ایڈیشن کہنا مناسب ہو، یا ہم ان کو اس کتاب کی سات نقلیں کہہ سکتے ہیں۔ ان میں سے دو مدینہ میں شائع کی گئیں اور وہاں استعمال ہوتی تھیں۔ تیسری مکہ میں، چوتھی کوفہ میں، پانچویں بصرہ میں، چھٹی شام میں اور ساتویں نقل کو عام اور رائج ایڈیشن کہہ سکتے ہیں۔"

خلفیہ سوم حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے دور حکومت میں قرآن مجید کے تمام نسخے منگوا کر سرکاری سطح پر قرآن مجید کا ایک نسخہ تیار کروایا تاکہ عجمی لوگ بھی قرآن مجید کو آسانی کے ساتھ پڑھ سکے، اس روایت کو جارج سیل (George Sale) اعتراض بنا کر پیش کرتا ہے اور قرآن مجید میں اشکال ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ قرآن مجید تو مختلف ایڈیشنز میں لکھا ہوا تھا اور حضور اکرم ﷺ کے دور میں قرآن مجید جمع نہیں تھا۔

جارج سیل نے The Koran: Commonly called the Alkoran of Mohammed قرآن مجید کا ترجمہ کیا جیسا کہ اس نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ الانبیاء میں موجود لفظ "العالمین" کا ترجمہ "All creature" کیا ہے جس کا

مطلب تمام مخلوق ہے۔اسی طرح سورۃ بقرہ کی تیسری آیت کے لفظ "الغیب" کا ترجمہ " Faith of Mysteries The" یعنی عقیدے کے اسرار کیا ہے۔ قراءت قرآنیہ کے حوالے سے مزید اعتراض کرتے ہوئے ترجمہ میں کافی تبدیلیاں کرتا ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ کی اکیسویں آیت مبارکہ میں میں فرماتا ہے" یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ "اے لوگو!لیکن جارج سیل اس کا ترجمہ یوں کرتا ہے" o man of Mecca "اے مکہ کے لوگوں!اسی طرح سورۃ بقرہ کی ایک آیت
'' وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا'

Thus We have placed you, O Arabian an intermediate nation

اے عرب کے لوگوں کے لفظ کا اضافہ کرتا ہے۔[xxxii]

گولڈزیہر کے قراءت قرآن پر اعتراضات

قرآن مجید پر تحقیقات کرنے والے مستشرقین میں سے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قرآن مجید عہد نبوی اور صحابہ کرام کے ابتدائی عہد میں تحریری شکل میں موجود نہ تھا اس لیے اب یہ اپنی اصل شکل وصورت میں موجود نہیں ہے،اس نظریہ کی تائید میں جو دلائل مستشرقین کی طرف سے دیئے جاتے ہیں ان میں ایک دلیل اختلاف قراءت ہے متن کی وجہ سے قرآن مجید میں تحریف ہونے کی دلیل دینے والوں میں گولڈزیہر شامل ہے اس نے مختلف قراتوں کی وجہ سے قرآن مجید کو ہدف بنایا،عصر حاضر میں یہ ایک ایسا مستشرق ہے جس کے نظریات وخیال کو بعد میں آنے والے مستشرقین نے اپنی تحقیق کی بنیاد بنائی۔

گولڈزہیر نے قرآنی متن کو غیر ثابت قرار دینے کے لیے مختلف قراءتوں کو بطور اعتراض استعمال کیا ہے۔گولڈزیہر کہتا ہے کہ

"اختلاف قراءت کی ایک وجہ یہ ہے کہ قرآن میں کچھ باتیں معقول محسوس نہیں ہوتی ،کچھ ایسی چیزیں جو اللہ اوراس کے رسول کے ساتھ منسوب تھی ان کی نسبت نامعقول ہو سکتی تھی جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ الفتح میں ہے '' لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا '' میں مذکور لفظ وَتُعَزِّرُوْهُ میں راء کو بعض نے زاء کے ساتھ پڑھاہے گولڈزیہر کہتے ہیں کہ " ر"ساتھ قراءت کرنے سے اس کا مفہوم بنتاہے کہ اللہ اوراس کے رسول کی مادی مدد کی جائے۔"[xxxiii]

اس سے گولڈ زہیر ثابت کرنا چاہتا ہے کہ قراءت کی وجہ سے ایسے اعتراضات بھی آجاتے ہیں جس ے انسانی ذہین ماننے کو تیار نہیں ہو سکتا اور ان کا مفہوم بدل جاتا ہے۔

گولڈ زیہر قراءت قرآنیہ پر ایک اعتراض یہ بھی کرتا ہے کہ

اس میں باہم تضاد بھی ہے۔ جیسا کہ سورت الروم کی ابتدائی آیات میں موجود ہے کیونکہ پہلی قرا ءت کے مطابق فتح اور دوسری قراءت کے مطابق مفتوع قرار پاتے ہیں نیز اکثر قراء بھی اس قرا ءت کے قائل ہیں۔[xxxiv]

قرآن مجید میں تضاد کی وجہ سے قراءت میں اختلاف پیدا ہوتا ہے اس میں گولڈ زیہر لکھتا ہے۔

> We have sent no apostle, or prophet, before thee, but, when he read, Satan suggested some error in his reading. But God shall make void that which Satan hath suggested: then shall God confirm his signs; for God is knowing and wise[xxxv]
>
> "ہم نے آپ (ﷺ) سے پہلے کوئی رسول یا پیغمبر نہیں بھیجا کہ جب وہ پڑھتا ہے شیطان ان کے پڑھنے (قرآت) میں خلل ڈالتا تھا۔ لیکن خدا اس کو باطل کر دے گا جو شیطان نے تجویز دی ہے پھر ذرا اپنی نشانیوں کی تصدیق کرے گا خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے"۔

مستشرق گولڈ زیہرGoldzihr نے اختلاف قراءات کو بنیاد بنا کر قرآن مجید کے متن میں اضطراب اور نقص کا دعوی کر دیا۔ اسی طرح اس نے اپنی کتاب "مذاہب التفسیر الاسلامی" کے پہلے باب میں سبعہ احرف اور اختلاف قرأت کی قطعیت اور حجیت پر بہت سے اعتراضات وارد کیے ہیں۔

قرآنی نص کو محل اضطراب قرار دینا

گولڈ زیہر نے قرآنی نص کو محلِ اضطراب اور غیر ثابت متن قرار دینے کے لیے قراءات کو اپنا ہتھیار بنایا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ تمام تشریعی کتب میں سے قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کو سب سے زیادہ اِضطراب اور عدمِ ثبات کا سامنا کرنا پڑا، اس نے دیگر کتب سماویہ سے قرآن کا تقابل کرتے ہوئے نصِ قرآنی کی بابت زیادہ شبہات پیش آنے کا نظریہ قائم کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

> ''لایوجد کتاب تشریعی اعترفت بہ طائفۃ دینیۃ اعرافاً عقدیا علی أنہ نص منزل أو موحی بہ یقدم نصہ فی أقدم عصور تداولہ مثل ہذہ الصورۃ من الاضطراب وعدم الثبات کما نجد فی نص القرآن"[xxxvi]

یعنی کسی بھی مذہب کے عقیدہ کی آسمانی یا الہامی کتاب جس کی نص کو موجودہ دور میں
سب سے زیادہ اضطراب اور عدمِ ثبات کا مسئلہ درپیش ہے وہ قرآنی نص ہے۔

قرآن کے متعدد متون اور عدم وحدت

گولڈزیہر اپنی کتاب میں مختلف قراءات پر تنقید اور ان کو قرآنی متن میں سببِ اضطراب قرار دینے کے ساتھ ساتھ یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ مختلف قراءات دراصل قرآن کے متعدد متون ہیں اور تاریخِ اسلامی کے کسی دور میں نصِ واحد کے ساتھ قرآن منظرِ عام پر نہیں آسکا ماسوا چند اقدامات کے جن کا اثر مستقل نہیں رہا۔ اس ضمن میں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع قرآن کے کارنامہ کو نصِ قرآنی کی وحدت کی طرف اہم قدم قرار دیتا ہے، لکھتا ہے:

''وفی جمیع الشوط القدیم للتاریخ الإسلامی لم یحرز المیل إلی التوحید العقدی للنص إلا انتصارات خفیفة''[xxxvii]

اس شبہ کا حاصل دو چیزیں ہیں:

قراءاتِ مختلفہ قرآن کے متعدد متون ہیں، لہٰذا قرآن ایک نہیں ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کو ایک کر دیا۔

گولڈزیہر اپنے شبہات میں تدریجی رنگ اختیار کرتے ہوئے اوّلاً نصِ قرآنی کو مضطرب گردانتا ہے پھر جمعِ عثمانی سے ماقبل مصاحف کا مصحفِ عثمانی سے تقابل کرتا ہے جس کے بعد اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قرآن کے مختلف Versions ہیں۔

آرتھر جیفری کے اعتراضات

اختلاف قراءت قرآنیہ کے حوالے سے قرآن پر نقد کرنے میں سب سے نمایاں کام جیفری کا ہے، اس نے تفسیر، لغت، ادب اور قراءت کی مختلف کتابوں سے قراءت کے مختلف اقوال جمع کر کے چھ ہزار کے قریب ایسے مقامات کی نشاندہی کی جو مصحف عثمانی سے مختلف تھے یہ اعتراض کرتا ہے کہ مصحف عثمانی کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس نے کافی مواد اپنی طرف سے شامل کر دیا اگر محمد ﷺ حیات ہوتے تو وہ اپنی موجودگی میں کبھی بھی اس کو شامل نہ کرتے۔ اسی طرح آرتھر جیفری (Arthur Jeffery) نے قرآن مجید کی قراءات میں صحابہ کرام کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کو بنیاد بنا کر قرآن مجید کے متن میں ارتقاء ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مستشرق موصوف نے مصحف عثمانی کے مقابل پندرہ بنیادی (Primary Codices) اور تیرہ ثانوی نسخہ جات (Secondary Codices) پیش کرنے کی کوشش کی ہے وہ لکھتا ہے:[xxxviii]

"This Scripture is in our hands as the Qur'an. What we have may not be precisely what he would have wished to leave with his community as the Kitab, for he died before he had issued it as an authoritative collection, and we cannot be absolutely sure that what his successors gathered together and issued after his death was just what he would have wished it to be -"[xxxix]

"یہ صحیفہ جو قرآن کے طور پر ہمارے ہاتھ میں ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ بالکل وہی نہیں ہے جو وہ (ﷺ) کتاب کے طور پر اپنی قوم کے لیے چھوڑنا چاہتا تھا کیونکہ وہ اسے جید مجموعی طور پر جاری کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے اور ہم بالکل پر یقین نہیں ہو سکے کہ ان کے اصحاب نے کیا جمع کیا اور ان کے وصال کے بعد وہ کچھ جاری کیا جو آپ کی خواہش تھی"۔

اختلاف قراءت قرآنیہ کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تلاوت قرآن میں سہولت پیدا کرنے کے لیے مختلف عرب قبائل کو ان کے اپنے لہجے میں تلاوت کی اجازت دے دی سات حروف سے مراد سات لہجے یا تلاوت قرآن کے ساتھ مختلف طرق ہیں جس کو آرتھری جیفری اختلاف متن بنا کر پیش کرتا ہے، جیفری مسلمانوں کے اس موقف سے اختلاف کرتا ہے کہ قراءت کا اختلاف محض لہجوں اور تلفظ کا معمولی اختلاف ہے، جیفری کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ مصحف ابی بن کعب اور مصحف ابن مسعود سے مختلف قراتوں کا جو بھاری ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے وہ صاف بتا رہا ہے کہ یہ درحقیقت متن کا اختلاف ہے۔

وکانت هذا المصاحف يختلف بعضها عن بعض لان كل نسخة منها اشتملت على ماجمعہ صاحبها وما جمعہ واحد لم يتفق حرفيا ماجمعہ الاخرون[xl]

"یہ مصاحف آپس میں ایک دوسرے سے مختلف تھے کیونکہ ہر نسخہ اپنے جامع کی درج کردہ معلومات پر مشتمل تھا اور ایک کا جمع کیا ہوا دوسروں سے ایک حرف میں بھی متفق نہیں تھا۔"

آرتھر جیفری نے کتاب المصاحف کو ایڈٹ کیا اور اس کے شروع میں عربی زبان میں ایک مقدمہ لکھا۔ اس مقدمہ میں اس نے کتاب کے متعلق تاثرات دیئے۔

نتقدم بهذا الكتاب للقراء على امل ان يكون اساساًلبحث جديد فى تاريخ تطورقراءات القرآن نشر فى ايامنا هذا علماء الشرق كثير أ مما يتعلق بتفسير القرآن واعجاز ه واحكامہ ولكنهم الى الان لم يبينوا لنا مايستفادمنہ التطور فى قراء اتہ ولا ندرى على التحقيق لماذا كفوا عن هذا البحث فى عصرلہ نزعة خاصة فى

التنقيب عن تطور الكتب المقديمة وعن ماحصل لها من التغير والتحوير ونجاح بعض الكتاب فيها[xli]

"ہم اس کتاب کو اس امید کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ قرآن کی قراءت کی ارتقاء کی جدید تحقیق کی بنیاد اس پر ہو گی اگرچہ اس دور میں مشرق کے علماء قرآن کے اعجاز واحکام کے متعلق بہت سی کتابیں شائع کر رہے ہیں، لیکن وہ ہمارے سامنے قراءت کے ارتقائی مراحل وضاحت کرنے سے قاصر ہیں، ہمیں یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکی کہ مسلمان اس بحث میں تحقیق کرنے سے اس حد تک کیوں گریزاں ہیں جبکہ فی زمانہ، ارتقاء کے متعلق کتب قدیمہ میں خاص طور پر کئی نزاعات سامنے آرہے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں جو تبدیلی یا تحریف واقع ہوئی ہے اس حوالہ سے بعض لکھنے والے کامیاب بھی ہوئے ہیں۔"

اس میں جیفری نے قراءت ابن مسعود اور دیگر صحابہ کرام کی قراءت کو اکٹھا کیا، اختلاف قراءت کا مسئلہ نسخ کی طرح مسیحی اہل علم اور مسلمان علماء کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے اور خود مسیحی علماء کے مطابق بائبل میں بھی اسی طرح کا اختلاف قراءت موجود ہے۔

پادری ایچ۔یو۔ سٹینٹن لکھتے ہیں:

"بائبل کے مختلف نسخوں میں جو قراءت کا اختلاف تھا مسلمان اہل علم نے اس کو اپنے دعویٰ میں تحریف کے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے۔" [xlii]

پادری فنڈر لکھتے ہیں کہ:

"قرآنی اختلاف قراءت سے بائبل کا اختلاف قراءت بہ نسبت زیادہ ہے۔"[xliii]

قرآنی نص کو تنقید کا نشانہ بنانے کے لیے ان مصاحف میں مذکور اختلافات کو جیفری نے حتی المقدور اُچھالنے کی کوشش کی ہے، لیکن ساتھ ہی وہ اس حقیقت کا بھی اظہار کرتا ہے:

This is the absences of any direct manuscripts evidence

"بہر حال یہ روایات براہِ راست کسی باقاعدہ تحریری ثبوت کی حامل نہیں ہیں"۔

جیفری نے مروّجہ قراءات کو ائمہ قراء کا انتخاب واختیار قرار دیتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کی اصلیت منقولی نہیں بلکہ اجتہادی واختیاری ہے۔ قراءات کے ارکانِ ثلاثہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اس نے دوسری شرط 'صحابہ

رضی اللہ عنہم سے مروی ہونا'ذکر کیا ہے حالانکہ علماء اسلام میں سے کسی نے یہ رکن بیان نہیں کیا بلکہ سند کا آنحضور ﷺ سے مروی ومربوط ہوناضروری قرار دیا ہے۔

ابن مجاہد قراءت قرآنیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"حدیث سبعہ احرف کوجیفری نے سات قراءات کی بنیاد قرار دیا ہے۔"

xliv

حالانکہ سات قراءات کا یہ اختیار حدیث سبعہ احرف کی بناء پر نہیں بلکہ یہ ایک اتفاق تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے مزید تین قراءات کو بھی مشہور قرار دیااوران کو بھی سبعہ احرف پر مبنی قرار دیا۔ پھر یہ اختیار کسی قرعہ یاذاتی خواہش پر نہیں تھا بلکہ کثرتِ روایت اور تدریسِ قرآن میں تجربہ اورمہارت کی بنیاد پر تھا۔

Puin کے بقول اس کے پیش رو مستشرقین میں سے آرتھر جیفری Arthur Jeffery، اوٹو پرٹزل Otto Pretzel، انتونی سپٹلر (Antony Spitaler) اورائے فچر((A Fischer نے قرآن کا نظر ثانی شدہ(Revised Versian ")مصحف تیار کرنے کیلئے ایک سنجیدہ کوشش کی تھی اور اس ضمن میں انہوں نے اسوقت تک کے موجود ہزاروں مصاحف قرآنی کا آپس میں تقابل کرنے کے منصوبہ پر کام کا آغاز کیا۔ اس کے لیے جرمن کی میونخ یونیورسٹی میں یہ تمام مواد جمع کر کے بڑے پیمانے پر کام کو آگے بڑھایا گیا، لیکن انتہائی افسوسناک واقعہ اس وقت رونما ہوا جب دوسری جنگِ عظیم کے دوران یہ سارامواد اور ریکارڈ بمباری سے تباہ ہوگیا۔ Piun کی نظر میں صنعاء کی یہ دریافتیں اسی منصوبہ کو دوبارہ شروع کرنے میں ایک بہت بڑی امید کی کرن اور اہم موقع کی حیثیت رکھتی ہیں اور قرآن کا Revised Versian فراہم کرنے اور اس کی نصوص میں اضطراب وارتقاء ثابت کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔ اس کے بقول:

"So many Muslims have this belief that everything between the two covers of the Koran is just God's unlatered word,"{Dr.Puin} says."They like to quote the textual work that shows that the Bible has a history and did not fall straight out of the sky, but until now the Koran has been out of this discussion. The only way to break through this wall is to prove that the Koran has a history too. The Sana fragments will help us to do this." xlv

"بہت سے مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن دوگتوں کے درمیان جوکچھ بھی ہے وہ صرف خدا کا ہے بے ساختہ (غیر تبدیل شدہ) کلام ہے (ڈاکٹر یوئن) کے مطابق وہ متنی کام کا حوالہ دیناپسند کرتے ہیں جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ بائیبل تاریخ پر مبنی ہے اور یہ سیدھی

آسمان سے نازل نہیں ہوئی۔ لیکن قرآن اس بحث سے باہر رہا ہے اس دیوار میں پیش رفت کا اک ہی طریقہ ہے کہ ثابت کیا جائے کہ قرآن بھی تاریخ پر مبنی ہے۔ صفاء کے ٹکڑے اس کام میں معاون ہوں گے"۔

Puin ان دریافت شدہ قرآنی اوراق کے مطالعہ کے بعد موجودہ قرآن سے انحرافی یا اختلافی مقامات کی نشاندہی بھی کرتا ہے، مثلاً

(۱) بہت سارے اوراق میں الف (ہمزہ) غلط طریقہ سے درج لکھا گیا ہے۔

(۲) کچھ سورتوں میں آیات کے نمبرز ایک دوسرے سے مختلف دیئے گئے ہیں۔

(۳) دو یا تین مقامات پر سورتوں کی ترتیب بھی مروجہ مصاحف میں سورتوں کی ترتیب سے ہٹ کر پائی گئی ہے۔

Puin اس حوالے قلوا(قالوا)، قل (قال)، قلت(قالت) ، کنوا(کانوا)، سحر (ساحر)،اور بصحبکم(بصاحبکم) جیسی مثالیں پیش کرتا ہے، اگرچہ Puin یہ سمجھتا ہے کہ ان الفاظ کا تلفظ اور ادائیگی الف کے ساتھ ہوتی ہے تاہم یہ رسم ،شبہات کو جنم دیتا ہے،وہ اباؤکم، اور ابوکم ، بلحق (بالحق)اور کلجواب(کالجواب) جیسی رسم کی غلطیوں کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔[xlvi]

Materials میں مختلف قراءاتِ قرآنیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے جیفری نے ''دلنا بدل اهدنا'' کی بجائے ''دلنا يدک اهدنا''لکھا ہے۔(۲۰)بقول ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری ''جب تک جیفری اپنے مصادر کا تعین نہ کرے کہ وہ یہ الفاظ کہاں سے لے رہا ہے اس وقت تک حصولِ اطمینان محال ہے۔''

آرتھر جیفری کے مقابل مصاحف کی حقیقت زیادہ سے زیادہ صرف اس قدر ہے کہ یہ وہ چند قراءات یا تفسیری اضافے ہیں جن کی استنادی حیثیت سے قطع نظر ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ یقینا یہ چند روایاتِ احاد ،متواتر قرآن کے مد مقابل قابلِ تسلیم نہیں ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مصحف کو 'لباب القلوب' سے منسوب کیا گیا ہے جس کے ذیل میں صرف چار قراءات بیان کی گئی ہیں:

(۱) 'ابراہیم 'کی جگہ ' ابراہام' (۲) 'لا یعقلون' کی جگہ 'لا یفقهون'(۳) 'صواف' کی جگہ 'صوافِیَ' (٤) مَنْ قَبْلَہُ کی جگہ من تلقاء ہ، صرف چار صورتوں کی بناء پر جن میں دو قراءات ہیں اور دو تفسیری روایات ہیں، قطعاً الگ مصحف کو خاص اسم سے منسوب کرنا قرآنی تاریخ میں گھات لگانے کے مترادف ہے۔

آرتھر جیفری قرآن کی ترتیب کو بھی موضوعِ بحث بناتا ہے،اور اس حوالے سے رقمطراز ہے:

''فإن علماء الغرب لا يوافقون على أن ترتيب نص القرآن كما هو اليوم فى أيدينا من عمل النبى''[xlvii]

”یعنی مغرب کے علماء نصِ قرآنی کی موجودہ ترتیب کو عملِ نبی ﷺ ماننے
پر متفق نہیں ہیں“۔

اس اعتراض کی عبارت میں اولاً تو اخفاء ہے کہ ’ترتیبِ نصِ قرآنی‘ سے اس کا کیا مفہوم ہے، کیونکہ ترتیبِ آیات اور ترتیبِ سور دونوں مصحف کے حصے ہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری محسوس ہوتی ہے کہ مستشرقین نے قرآن کی آیات وسور کی ترتیب کو اپنا خاص موضوع اس لئے بنایا تاکہ وہ قرآن کریم کو غیر مرتب اور ناقص ثابت کر سکیں۔ ان کے نزدیک قران اس ترتیب کے مطابق نہیں جس پر وہ نازل ہوا تھا۔ چنانچہ Rodwell نے ترجمہ ٔ قرآن کے پیش لفظ میں تحریر کیا ہے کہ ’اس وقت مصحف میں موجود ترتیب دراصل حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تیار کردہ ہے، ان کو جمعِ قرآن کے وقت جس ترتیب سے مختلف مقامات سے قرآن ملتا گیا وہ اسے اسی ترتیب کے مطابق جوڑتے چلے گئے، ان میں کوئی تاریخی ربط یا ترتیب ملحوظ نہیں رکھی گئی۔ [xlviii]

حوالہ جات

---

i۔ علی محمد،(۲۰۱٦)،انوار البیان فی حل لغات القرآن، مکتبہ سید احمد شہید لاہور، ج:۱، ص:۸۹

ii۔ آلوسی، سید محمود (۲۰۰۱ء)، روح المعانی، مکتبہ امدادیہ، ملتان، ج:۱، ص:۳۵۱

iii۔ زرقانی، محمد بن عبدالعظیم ()، مناہل العرفان للزروقانی، ماھوالنسخ دارالاحیاء التراث العربی، بیروت، ج۲، ص۱۷٦

iv۔ جرجانی، السید الشریف علی بن محمد بن علی (۱۹۹۰ء)، التعریفات ،، مکتبہ حقانیہ، ملتان، ص:۱٦۷

v۔ سیوطی، جلال الدین، ()، الاتقان فی علوم القرآن، النوع السابع، مطبوعہ مصر، ج:۱، ص:۲۱

vi- Mohamad Khalifa, the sublime Quran and orientalim,167, Longman, London, 1983

vii- Burton, Naskh, Encyclopedia of Islam, 5/1005

viii- J.Burton,1977,The collection of the quran,66

ix - The exegectical Genre of Quran, Al-Nasikli wal Mansukh, 130

x - The collection of the Qurann, 65

xi - The collection of the Qurann, 65

xii - Koran, Encyclopedia Britannicca,

xiii -Introduction to the Quran, 99, Edinburg University Press

xiv - The origin of Islam in its christan environment, 101, Mcmillian and co limited, London, 1926

xv -J.Burton,Nashkh, Encyclopedia of Islam, 1009

xvi -J. Burton, Naskh, Encyclopedia of Islam, 5/1011

xvii - The Collection of the Qurann, 73

xviii -J. Burton, Naskh, Encyclopedia of Islam, 5/1009

xix -Translation of Koran, 87

xx -Sell, Reve, Canon, 42,

The Christian Literary society for India, Madras, 1910

[xxi] -Religions of the world, 61
[xxii] -The Collection of the Quran, 82

[xxiii] - The Collection of the Quran, 82

[xxiv] -Ibid. 70

[xxv] - F. Buhl, Koran, Encyclopedia of Islam, 4/1007

[xxvi] - The Collection of the Quran, 80
[xxvii] - William A. Graham, Quran a spoken word, Approaches to Islam in religious studies Edt R.C. Martin, One World Oxford, 2001
[xxviii] - Ibid.
[xxix] جزری،محمد بن محمد(س،ن)،منجد المقرئین ومرشد الطالبین،مکتبہ العلمیہ،ص:۳
[xxx] دمیاطی،احمد بن محمد البنا (س،ن)،اتحاف فضلاء البشر،قاہرہ،مکتبہ الکلیات،ص:۵
[xxxi] - The Kuran, P.45, London, 1812,A.D
[xxxii] - Sale, The Koran, p.9/ Verse 9932

[xxxiii] ۔ اجناس، گولڈزیہر، مذاہب التفسیر الاسلامی، ص:۱۱

[xxxiv] ۔ قرطبی، محمد بن احمد (۱۹۶۶ء) الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ، ص:۳۰۹

[xxxv] - Goldzhair, Islam,Muhammad and his religion, Indiana, 1979,P.47

[xxxvi] ۔ مذاہب التفسیر الاسلامی، ص۴

[xxxvii] ۔ مذاہب التفسیر الاسلامی، ص۴

[xxxviii] -Arthur Jeffery, The Koran:Selected Suras, New Yark, Heritage Press, 1958,P.20, Lieden
[xxxix] - Arthur Jeffery, The Quran as Scripture, Russell F. Moore Co, New York, 1952, p. 93
[xl] - Arthur Jeffery, Muqaddimah Kitab Al-Masahif, p. 4
[xli] - Al-Tabari, Muhammad Ibn Jarir, Jami al-bayan an taʾwil ay al-Qurʾān, Dar al-Ma'arif, Cairo, 1946, 1/32
[xlii] - H. U. Stanton, Tafseer of the Gospel of Matthew, p:10
[xliii] - Funder, Pastor, Meezan-ul-Haq, Punjab Relims Book Society, Lahore 1892, Volume 1 Chapter 4, p. 14

[xliv] ۔ جیفری، مقدمہ کتاب المصاحف، ص:۸

[xlv] -Observations on Early Qur'an Manuscript in Sana" in Stefan Wild (ed.) The Qur'an as Text, E.J.Brill, Leiden,1996.P108
[xlvi] -Ibid P108-9

[xlvii] ۔ ابن ابی داؤد، مقدمہ کتاب المصاحف، ص:۵

[xlviii] -Rodwell J.M., The Koran (Translated), London,1953, p.2